سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۵۰

اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت و ارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی

واعظ : عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۰/ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۰۲ء بروز جمعرات

مقام : موزمبیق، افریقہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵/ فروری ۲۰۱۵ء بروز بدھ

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

❁ ❁ ❁ ❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذّتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدہ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اختؔر

عرضِ مرتب

مُحِبّی و محبوبی مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد اختر صاحب اَطَالَ اللّٰہُ ظِلَّھُمْ عَلَیْنَا نے اس سال ماہ اپریل ۲۰۰۲ء میں جنوبی افریقہ سمیت افریقہ کے چار مُلکوں کا تبلیغی سفر فرمایا اور اس ناسازیٔ طبع اور معذوری کی حالت میں جس مشقّت کا تحمل فرمایا وہ حضرتِ اقدس کی کرامت ہے، کسی عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔

مولانا نذیر لونت صاحب جو محی السُنّہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب مد ظلہم العَالی سے بیعت ہیں جب کراچی کے مدرسہ نیو ٹاؤن میں تعلیم حاصل کر رہے تھے پابندی سے خانقاہ آتے تھے۔ تعلیم سے فارغ ہو کر اپنے وطن موزمبیق واپس چلے گئے جنوبی افریقہ کے اسفار کے دوران ہر سال حضرت مرشدی دام ظلہم العَالی کو موزمبیق کی دعوت دیتے تھے لیکن سفر کا اتفاق نہ ہو سکا۔ اس بار حضرت والا نے فرمایا کہ ان شاء اللہ اس سال ضرور موزمبیق جائیں گے۔ چناں چہ ۲۰/ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ مطابق ۲/ مئی ۲۰۰۲ء بروز جمعرات دوپہر کو جوہانسبرگ ایئرپورٹ سے موزمبیق روانگی ہوئی اور تین بجے موزمبیق کے دارالحکومت موپوٹو (Mopotu) آمد ہوئی۔

پیشِ نظر وعظ ''اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی'' جو عشق و محبت میں ڈوبا ہوا ہے۔ موزمبیق کے دارالخلافہ موپوٹو (Mopotu) میں ۲/ مئی ۲۰۰۲ء کو بعد مغرب میزبان مولانا نذیر لونت صاحب کے مکان پر حضرت والا نے بیان فرمایا اور مولانا موصوف کا نوجوان عیسائی مُلازم حضرت مرشدی مد ظلہم العالی کے دستِ مُبارک پر مُشرف بہ اسلام ہوا۔

مرتب:

یکے از خدام

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾[۱]

بندوں کے خواب وخیال سے بالاتر نعمت

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ایمان والو! تم تو خواب میں بھی نہیں دیکھ سکتے تھے کہ ہم تم کو اپنا ولی بنانا چاہتے ہیں۔ تمہارے خواب وخیال میں بھی نہیں آسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی اتنی بڑی ذات ماں کے حیض اور باپ کی منی کے نطفۂ ناپاک سے پیدا کرکے اور ایک انسانی شکل تخلیق دے کر پھر اس کو اپنا دوست بھی بنالے۔ دنیاوی بادشاہ کسی معمولی آدمی کو اپنا دوست کہتے ہوئے شرماتے ہیں کہ یہ ہمارے میل کے نہیں ہیں، ان کی ہماری میچنگ (Matching) نہیں ہے، میں ان کو کیسے اپنا دوست کہوں، مگر میرے اللہ کی انتہائی مہربانی، انتہائی ذرّہ نوازی، انتہائی شفقت ومحبت ہے کہ خالق ہو کر اِتَّقُوا اللّٰهَ فرماکر پیغامِ دوستی دے رہے ہیں کہ تم تو پہل نہیں کرسکتے تھے کیوں کہ تمہارے خواب وخیال اور وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتا تھا لیکن ہمارا کرم اس بات کا متقاضی ہوا کہ ہم تمہیں اپنا دوست کہیں۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، گناہوں سے بچو، نافرمانی سے بچو تو ہم تم کو صرف گناہ چھوڑنے پر اپنا تاجِ ولایت عطا کردیں گے، ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ تم لمبے چوڑے وظیفے پڑھو، بس صرف فرض واجب، سنتِ مؤکدہ ادا کرلو، باقی بس گناہ سے بچو، میری نافرمانی نہ کرو تو تم میرے دوست ہو کیوں کہ میرے نافرمان میرے ولی نہیں ہوسکتے۔ اگر میرا ولی بننا ہے تو بس گناہوں

---

[۱] التوبة: ۱۱۹

کو چھوڑنا ہے۔ کوئی انسان اس کو سوچ بھی نہیں سکتا کہ ہم اللہ کے دوست بھی بن سکتے ہیں لیکن قرآنِ پاک میں خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنۡ اَوۡلِیَآؤُہٗۤ اِلَّا الۡمُتَّقُوۡنَ [۲] میرا کوئی ولی نہیں ہے لیکن صرف وہ بندے جو گناہ نہیں کرتے۔ تم ہمارے دوست بن جاؤ گے جب گناہ چھوڑ دو گے۔ یاد رکھو چاہے رات بھر عبادت کرو، چاہے کتنی ہی نفلیں پڑھو، کتنے ہی وظیفے پڑھو مگر عبادت سے تم میرے ولی نہیں بن سکتے ہو جب تک کہ گناہ نہ چھوڑ دو۔ مجھے تعجب ہے کہ گناہ تمہیں کیوں پسند ہے جبکہ طبعی طور پر گناہ غیر شریفانہ حرکت ہے، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جو شریفانہ ہو، کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ جو شرافت سے کچھ بھی تعلق رکھتا ہو۔ جتنے گناہ ہیں، اللہ کی جتنی نافرمانی ہے سب شرافت کے خلاف ہے۔ وہ شخص غیر شریفانہ طبیعت رکھتا ہے جو گناہ کرتا ہے، جو بے حیائی کا کام کرتا ہے، بے غیرتی سے منہ کالا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کو بہت آسان کر دیا۔ یہ نہیں فرمایا کہ آدھی رات کو سمندر میں جاؤ اور آدھی کمر تک پانی میں گھس کر اور ایک ٹانگ اُٹھا کر عبادت کرو، پھر ہمارے ولی بنو گے۔ یہ کچھ نہیں کرنا ہے۔ بس فرمایا کہ صرف گناہ چھوڑ دو، ہماری ولایت کا تاج تمہارے سر پر رکھ دیا جائے گا اور گناہ وہ چیز ہے جو چھوڑنے ہی کی ہے۔ پس جو چیز چھوڑنے کی ہے اُسی کو تو ہم بھی کہتے ہیں کہ چھوڑ دو۔ مثلاً اگر تمہاری ماں بہن کے ساتھ، تمہاری خالہ پھوپھی کے ساتھ یا تمہاری لڑکی اور لڑکے کے ساتھ کوئی بدفعلی کرنا چاہے اور تم سے پوچھا جائے تو کیا اجازت دو گے؟ غیرت اور شرافت اجازت نہیں دے گی۔ بس یہی بات تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو تم چاہتے ہو وہی میں چاہتا ہوں، جو تم چاہتے ہو وہی ہماری بھی مرضی ہے کہ تم شرافت سے رہو، عزت سے رہو، آبرو سے رہو۔ ہم چاہتے ہیں کہ دنیا میں بھی تمہاری عزت رہے اور آخرت میں بھی عزت رہے۔

(میزبان مولانا نذیر لونت صاحب نے بہت جوش کے ساتھ پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا۔)

ترجمہ کے بعد حضرت والا نے فرمایا: معلوم ہوا کہ جوش و خروش اور بہت درد کے ساتھ ترجمہ کیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ میرے شیخ بھی جب یہاں تشریف لائے تھے تو ان کے ترجمے سے بہت خوش ہوئے ہوں گے۔

---

[۲] الانفال:۳۴

اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کا آسان طریقہ

ارشاد فرمایا کہ اللہ کی دوستی کا کیا طریقہ ہے؟ کوئی کہے کہ ہم اللہ کے دوست نہیں بنتے، ہم ایسے ہی مر جائیں گے تو یاد رکھو! موت کے بعد حساب ہو گا، پوچھا جائے گا کہ تم نے یہ بے حیائی کیوں کی؟ اے بے غیرت کمینے شخص! تجھے شرم نہیں آئی۔ کیوں تو نے منہ کالا کیا تب پتا چلے گا۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی دوستی کا بہت آسان راستہ بتادیا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ زیادہ بکھیڑوں میں، زیادہ جھنجھٹ، زیادہ مصیبت میں ہم تم کو مبتلا نہیں کرنا چاہتے، آسان نسخہ بتاتے ہیں کہ تم اللہ والوں کے ساتھ رہو۔ اور اللہ والوں کے ساتھ رہو تو دل کی محبت کے ساتھ رہو، منافقانہ طریقے سے مت رہو، کیوں کہ بہت سے منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے مگر دل کافروں کے ساتھ رکھتے تھے۔ اسی لیے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ

ان لوگوں کو محبت دینا مجھ پر احساناً واجب ہو جاتا ہے جو ایک دوسرے سے میری وجہ سے محبت رکھتے ہیں۔ دیکھو! کتنا اطمینان دلایا کہ مجھ پر واجب ہو جاتا ہے کہ میں اس کو اپنی محبت عطا کر دوں۔

وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ

محبت کے ساتھ بیٹھو گے تو فائدہ ہو گا، اگر محبت نہیں ہو گی تو نفع نہیں ہو گا۔ مُتَحَابِّیْنَ پہلے بنو اور مُتَجَالِسِیْنَ بعد میں بنو۔ تحابب پہلے ہے، تجالس بعد میں ہے۔ پہلے محبت ہو کہ میرا خاص بندہ سمجھ کر تم میری وجہ سے اس سے محبت کرو۔ جب تحابب ہو گا تب تجالس مفید ہو گا۔ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ اور میری وجہ سے ایک دوسرے کی زیارت کرتے رہو۔ اور زیارت کے معنٰی یہ نہیں کہ شیخ کے پاس ہی بیٹھے رہو اور بیوی بچوں کو بھول جاؤ۔ اس لیے زیارت کے معنٰی یہ ہیں کہ آتے جاتے رہو۔ شیخ پر بوجھ مت بنو اور اس میں اخلاص بھی نہیں رہتا۔ سمجھتے ہیں کہ شیخ کے دسترخوان پر مفت میں کھائیں گے، اس لیے خالی زیارت ہی نہ کرتے رہو۔

وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ[۳] میری محبت میں ایک دوسرے پر خرچ بھی کرو۔ جیسے ایک شخص کا کتا بھوک سے مر رہا تھا اور وہ زار و قطار رو رہا تھا اور اس کے سر پر روٹیوں کا ٹوکرا رکھا تھا۔ کسی نے کہا کہ کیوں روتا ہے؟ کہا کہ میرا کتا بھوک سے مر رہا ہے۔ اس نے کہا کہ تم روٹی سر پر رکھے ہو، دے دو۔ تو اس نے کہا کہ معاف کیجیے گا، آنسو تو مفت کے ہیں لیکن روٹی میں میرے پیسے لگے ہیں۔ تو ایسی محبت اللہ کو پسند نہیں ہے اور دنیا میں بھی ایسی محبت پسندیدہ نہیں ہے۔ اگر آپ کسی سے ایسی محبت کریں کہ زبان سے محبت کا دعویٰ ہو لیکن اس پر مال خرچ کرنے سے جان نکلتی ہو تو یہ محبت نہیں ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ اللہ کے لیے محبت کرنے والے ایک دوسرے پر اپنا مال بھی خرچ کرتے ہیں۔

اور یہ محبت بھی نہیں کہ چھپ کر محبوب کی نافرمانی کرتے رہیں۔ ایسا شخص جوتے مارنے کے قابل ہے۔ توبہ کے بھروسے پر گناہ نہ کرو، توبہ کی توفیق تمہارے قبضے میں نہیں ہے۔ ایک مقام ایسا آتا ہے کہ اس وقت توبہ کی توفیق ہی اُٹھ جاتی ہے۔

سلبِ توفیق توبہ کا ایک عبرتناک واقعہ

مسلسل گناہ پر اصرار کرنے سے کبھی یہ نتیجہ دیکھنا پڑتا ہے، اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، پھر ہاتھ ملنے کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ اس سے توفیق توبہ چھین لیتے ہیں۔ ناظم آباد میں ایک شخص رات دن گناہ کرتا تھا۔ جب مرنے لگا تو اُس کے دوست نے کہا کہ بھائی! اب تو مرنے کے قریب ہو، توبہ کرلو۔ اُس نے کہا کہ ڈاکٹر کا لفظ نکلتا ہے، دوا کا لفظ نکلتا ہے، دوا لاؤ، بسکٹ لاؤ، چائے لاؤ، لغت کے سارے الفاظ، سارے حروف نکلتے ہیں مگر جو لفظ تم کہتے ہو یہ میرے منہ سے نہیں نکل رہا ہے۔ بتائیے! کتنی عبرت کا مقام ہے کہ ایک شخص سارے الفاظ بول رہا ہے لیکن لفظ توبہ کیوں نہیں بول پاتا؟ یہ توبہ کے چار حروف (ت، و، ب، ہ) پر کس نے پہرہ لگا دیا؟ اور یہ کوئی پرانے زمانہ کا قصہ نہیں ہے اسی زمانے کا میرا چشم دید واقعہ ہے۔ تو قبل اس کے کہ وہ دن آجائے اور توبہ کی توفیق اُٹھ جائے، اُس دن سے پناہ مانگو۔ معصیت پر

۳؎ کنز العمال:۹/۸(۲۴۶۷۰) باب من کتاب الصحبة فی الترغیب فیھا، مؤسسة الرسالة

جرأت! بے شرمی و بے حیائی کی حد ہے کوئی! کیا غیرت اور شرم کا پیالہ بالکل دھو کر پی چکے ہو۔ اسی لیے کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ فرمایا کہ اگر گناہوں سے بچنا چاہتے ہو تو سچوں کے ساتھ رہو اور اَلصّٰدِقِیْنَ اس لیے فرمایا کہ دیکھ لینا کہ سچا متقی ہے کہ نہیں؟ یا صرف لمبا کرتا اور گول ٹوپی ہی پہنے ہوئے ہے۔ دیکھ لینا خوب تجربہ کرلینا کہ سچا اللہ والا ہو، سچا متقی ہو۔ آپ دنیا میں بھی دیکھتے ہیں کہ جس سے کسی کام کو کہوں تو وہ سچا آدمی ہے کہ نہیں۔ اسی طرح جو تقویٰ میں سچا ہو اس کے ساتھ رہو۔ (مولانا نذیر لونت صاحب نے پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا۔)

ہجرت کا حکم صحبت کی اہمیت کی دلیل ہے

ترجمہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کی تعمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو حکم نازل کیا کہ تم سب کے سب مکہ سے مدینہ چلے جاؤ کیوں کہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے حکم دیا کہ آپ مدینہ شریف چلے جائیے، کافر آپ کو ستا رہے ہیں، کب تک برداشت کریں گے لٰہذا آپ نے تمام صحابہ کو حکم دے دیا کہ مدینہ چلو۔ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ پکڑنا کعبہ کا ساتھ پکڑنے سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ کعبہ اللہ کا گھر ہے، مگر گھر مل جانا کافی نہیں ہے جب تک گھر والا نہ ملے، اور گھر والا ملتا ہے جو گھر والے سے دوستی رکھتا ہے، اور جو خالی گھر سے دوستی رکھے اور گھر والے سے دوستی نہ رکھے اس کو بس گھر ہی مل جائے گا، گھر والا نہیں ملے گا۔ اگر ہجرت کے حکم کے بعد صحابہ بیت اللہ سے چپکے رہتے تو بیت اللہ مل جاتا، اللہ نہ ملتا۔ اس لیے صحابہ نے گھر چھوڑ دیا، رزق کے دروازے چھوڑ دیے، جمی جمائی دکان، چلی چلائی دکان چھوڑ دی، اللہ پر کیا بھروسہ تھا صحابہ رضی اللہ عنہ کو! رزق کے اسباب چھوڑ دیے اور رزاق کو ساتھ لے گئے۔ اللہ کی مرضی کے مطابق صحابہ نے ہجرت کی۔ کعبۃ اللہ کو چھوڑ دیا۔ مولدِ رسول اللہ کو چھوڑ دیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش اور دوسرے تبرکات کو چھوڑ دیا، زم زم کو چھوڑ دیا۔ زم زم کے معنیٰ ہیں ٹھہر جا ٹھہر جا۔ بخاری شریف کی روایت ہے کہ اگر حضرت مائی ہاجرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا زم زم نہ فرماتیں تو یہ کبھی نہ ٹھہرتا، ایک چشمہ جاری ہو جاتا لیکن زم زم کے الفاظ میں یہ اثر تھا کہ وہ ٹھہر گیا۔ ماءِ زم زم ایک معجزہ

ہے۔ اتنے حاجیوں کو پانی ملتا ہے اور ہر وقت ملتا ہے مگر حج کے زمانے میں بھی ذرا سا بھی کم نہیں ہوتا، لیکن صحابہ نے اللہ کے حکم پر معجزات و تبرکات کی سرزمین چھوڑ دی، خوشی خوشی اللہ کا گھر چھوڑ دیا کیوں کہ صحابہ کو یہ حقیقت معلوم تھی کہ کعبہ سے تین سو ساٹھ بت اللہ کا رسول نکالے گا، خود کعبہ میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ بتوں کو نکال دے کیوں کہ کعبہ گھر ہے، بے جان ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح کعبہ سے تین سو ساٹھ بت نکالے وہ تمہارے دل کے بت بھی نکالیں گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حکم پر صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہجرت کی، وطن چھوڑا، اللہ کا گھر چھوڑا، زم زم چھوڑا، نبی کی جائے پیدائش چھوڑی اور نبی کا ساتھ پکڑ لیا، کیوں کہ اللہ نے اُن کو سمجھ دی تھی کہ یہاں تم کو گھر تو مل جائے گا مگر اللہ نہیں ملے گا، اللہ میرے نبی سے ملے گا، میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے گا لہٰذا جہاں میرا نبی جارہا ہے، وہاں چلے جاؤ، پوچھو بھی مت کہ وہاں جائیں کہ نہ جائیں۔

مدینہ منورہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت

اور مدینہ شریف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنی محبت تھی کہ جب آپ جہاد کرکے واپس آتے تھے تو چادر مبارک اُتار کر اونٹنی پر رکھ دیتے تھے تاکہ مدینہ کی مٹی میرے بدن کو لگ جائے۔ اتنی محبت تھی آپ کو مدینہ شریف سے، اور کوئی روایت ایسی نہیں ہے کہ مکہ شریف جب آپ تشریف لائے ہوں تو بھی چادر ہٹادی ہو کہ مکہ شریف کی مٹی مجھ کو لگ جائے لہٰذا اللہ تعالیٰ کے رسول نے جس شہر سے محبت کی تو صحابہ بھی مدینہ شریف سے محبت رکھتے تھے۔ مدینہ میں آکر صحابہ کچھ بیمار ہوگئے تو کہا کہ ہم مدینہ کی آب و ہوا کو موافق نہیں آئے۔ یہ نہیں کہا کہ مدینہ کی آب و ہوا ہم کو موافق نہیں آئی کیوں کہ ایسا کہنے میں مدینہ منورہ کی بے ادبی لازم آتی۔ یہ تھا صحابہ کا اَدب۔

اور سمجھ لو کہ اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت اصلاح کے باب میں ضروری نہ ہوتی تو صحابہ کو نبی کے ساتھ ہجرت کا حکم نہ ہوتا، لیکن سب کو حکم ہوا، کسی کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا، سب کو حکم ہوا کہ مکہ شریف چھوڑ دو، مکہ شریف چھوڑ دو، میرے رسول کا ساتھ دو، رسول کا ساتھ دو، جہاں رسول جائے گا وہاں جاؤ۔

تصدیق رسالت کے بغیر توحید قبول نہیں

تم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا سمجھتے ہو، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر تمہارا کلمہ بھی پورا نہیں ہو گا۔ اگر کروڑوں دفعہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھو لیکن مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ نہ پڑھو تو تم کافر مروگے، جہنم میں جاؤ گے۔ اس لیے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لگانا فرض ہے۔ یہ مستحب اور نفل نہیں ہے، فرض ہے۔ جتنا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ضروری ہے اتنا ہی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنا بھی ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ[۴] ہم نے آپ کا نام بلند کر دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اس آیت کی تفسیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ سے فرمایا کہ اِذَا ذُكِرْتُ ذُكِرْتَ مَعِيْ[۵] جب میرا ذکر ہو گا تو تیرا بھی ذکر کیا جائے گا، جب میرا نام لیا جائے گا تو میرے نام کے ساتھ تیرا نام بھی لیا جائے گا۔ قیامت تک جب اذانوں میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جائے گا تو اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی کہا جائے گا اور اگر آپ کا نام نہ لیا گیا تو اذان ہی نہیں ہو گی۔ چناں چہ علماء اور غیر علماء سب جانتے ہیں، یہ مسئلہ جز ایمان ہے کہ چاہے کوئی قرآن شریف پڑھے، کلمہ پڑھے یا کوئی عبادت کرے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لے، آپ پر ایمان نہ لائے، آپ کی عظمت و محبت اس کے دل میں نہ ہو تو وہ کافر ہے اور اگر اسی حالت میں مرا تو کافر مرے گا۔ خوب سمجھ لو، خوب سمجھ لو۔ توحید کا دعویٰ کرنے والے خوب سمجھ لیں کہ تصدیق رسالت کے بغیر توحید مکمل نہیں، قبول نہیں۔ (مولانا نذیر لونت صاحب نے پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا۔)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کی محبت وجاں نثاری

ارشاد فرمایا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اسبابِ ہجرت ختم ہو گئے، لیکن وفاداری بھی کوئی چیز

---

[۴] المنشرح:۴

[۵] کنزالعمال:۱۱/۴۰۵(۳۱۸۹۱) باب فی فضائل متفرقة،مؤسسة الرسالة-روح المعانی:۳۰/۱۶۹، الانشراح(۴)،مطبوعة،بیروت

ہے۔ اہل مدینہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! اب ہم کو وسوسہ آتا ہے کہ آپ کہیں پھر اپنے وطن میں نہ رہ جائیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم بھی رہ جائیں اور ہم لوگوں کو اکیلا چھوڑ دیں تو آپ ہماری جان لے لیجیے، ہماری اولاد لے لیجیے، ہمارا مال لے لیجیے، سب چیزوں پر ہم صبر کرسکتے ہیں لیکن ہم لوگ آپ پر صبر نہیں کرسکتے، آپ پر ہم انتہائی بخیل اور کنجوس ہیں۔ ہم ساری چیزیں آپ پر قربان کرسکتے ہیں، ہم شہید ہو جائیں، ہماری بیویاں بیوہ ہو جائیں، ہمارے بچے یتیم ہو جائیں لیکن اللہ کے لیے ہم سے جدا نہ ہوں، آپ پر صبر کرنا ہمارے لیے ناممکن ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے ہجرت اللہ کے حکم سے کی ہے اور میرا مرنا جینا تمہارے ساتھ ہوگا، مدینہ ہی میں رہوں گا، یہیں جیوں گا، یہیں مروں گا۔ مدینہ شریف ہماری جان ہے، اسلام کی جان ہے، ایمان کی جان ہے، کلمہ کی جان ہے۔ آہ! اگر آپ ہجرت نہ فرماتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کوشش نہ کرتے تو ہمارا نام آج رام چندر اور سیتارام ہوتا۔ آج ان ہی کے خون کے صدقے میں ایمان ہم تک پہنچ گیا اور ہم عبدالرحمٰن اور عبداللہ ہوگئے۔ (مولانا نذیر لونت صاحب نے پرتگالی زبان میں ترجمہ کیا۔)

شیطان کا مکر

ارشاد فرمایا کہ جب مکہ شریف فتح ہوگیا تو اس کے بعد حج نصیب ہوا۔ حج میں کچھ نومسلموں کو تالیفِ قلب کے لیے آپ نے اونٹ اور بکریاں ذرا زیادہ دے دیں تو شیطان انسان کی شکل میں آیا اور وسوسہ ڈالنا شروع کیا کہ دیکھو! تمہارے نبی نے مکہ والوں کو کچھ زیادہ اونٹ اور بکریاں دے دیں اور تم لوگوں کو نہیں دیا۔ یہاں نعوذباللہ! وطنیت رنگ لائی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر شیطان مردود نے اتہام لگایا۔ یہ خبر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے سے اپنے رسول کو دے دی تو آپ نے اونٹنی پر بیٹھ کر خطاب فرمایا کہ اے صحابہ! میں نے جو کچھ کیا ہے، جو اونٹ اور بکریاں مکہ کے جوانوں کو دی ہیں یہ اللہ کے حکم سے کیا ہے۔ اللہ کا حکم ہے: وَ الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ [۶] کہ نومسلم کی دلجوئی کرنی چاہیے۔ میں نے اللہ کے حکم کی تعمیل کی ہے لیکن شیطان نے تم لوگوں میں تفریق پیدا کرنے کی اور تم کو

[۶] التوبۃ:۶۰

بہکانے کی کوشش کی ہے۔ تو سن لو جب حج ختم ہو جائے گا تو مکہ کے نو مسلم کچھ اونٹ اور بکریاں اپنے ساتھ لے جائیں گے اور تم لوگ خدا کے رسول کو لے جاؤ گے تو بتاؤ! تم زیادہ نصیبے والے ہو یا اونٹ اور بکریاں لے جانے والے؟ بتاؤ! اونٹ اور بکریوں کی قیمت زیادہ ہے یا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی؟ بس صحابہ اس تقریر پر اتنے روئے کہ داڑھیوں سے آنسو بہہ کر نیچے گر رہے تھے۔

معلوم ہوا کہ بعض وقت شیطان چھوٹی چیز دکھا کر بڑی چیز سے محروم کر دیتا ہے مثلاً دکھایا کہ کوئی چہرہ نمکین اور حسین ہے، اب شیطان کے کہنے سے اللہ کا حکم توڑ کر اس حسین کو حاصل کرنے کی ناجائز اور حرام کوشش کی اور اللہ کو ناراض کر دیا۔ بتاؤ! کیا یہی انصاف ہے کہ بندہ اللہ کے قانون کو توڑ دے اور اپنا دل خوش کر لے۔ مالک کی مرضی کے خلاف غلام کا اپنے دل کو خوش کر لینا بھی حرام ہے۔ اللہ حکم دیتے ہیں:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ[ے]

اے نبی! آپ ایمان والوں سے فرما دیجیے کہ اپنی نگاہوں کو نیچی کر لیں۔ کسی کی ماں، کسی کی بہو، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن، کسی کی خالہ، کسی کی پھوپھی کو نہ دیکھیں اور یہ آنکھیں کھول کر اُلّو کی طرح دیکھ رہا ہے اور اللہ کو ناراض کر رہا ہے۔ ایسے ہی لڑکوں کو دیکھنا بھی حرام ہے۔ کسی باپ سے پوچھو کہ اس پر کیا گزرتی ہے اگر اس کو خبر مل جائے کہ اس نے میرے لڑکے کے ساتھ بد فعلی کی۔ اگر باپ کا بس چلے تو اس مردود خبیث کا خون پی لے، مگر انسان حریص ہے شہوت کا۔ شہوت کے سامنے کچھ نہیں سوچتا کہ میرے اس فعل سے کیا حرج ہو گا۔ قومِ لوط نے بھی کچھ نہیں سوچا تھا تو کیا انجام ہوا کہ چھ لاکھ کی بستی کو حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک بازو سے اُٹھا کر لے گئے اور ان کے پانچ سو بازو ہیں، ایک بازو سے چھ لاکھ کی بستی کو آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اُلٹ دیا۔ اس پر پھر پتھر بھی برسائے گئے اور ہر پتھر پر ان ظالموں کا نام بھی لکھا تھا۔ تو دیکھو شیطان نے کتنا نقصان پہنچایا، مرنے والی لاشوں کو ''کیا'' دکھا دیا اور اللہ کے قانون کو اس قوم نے توڑ دیا۔ جس فعل کو اللہ نے منع کیا تھا اُسی فعل کو کیا اور ہلاک ہو گئے۔

ے النور: ۳۰

اَمرد پرستی سے بچنے کا ایک عجیب اور مفید مراقبہ

ابھی ایک نیا مضمون دل میں آیا ہے جو اَمرد پرستی سے بچنے کا ایک مفید اور عجیب مراقبہ ہے، لیکن مراقبہ اس وقت مفید ہو گا جب پہلے نظر بچاؤ، پھر مراقبہ کرو، کیوں کہ دیکھنا بد نظری ہے اور بد نظری پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

لَعَنَ اللہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ[۸]

اللہ لعنت کرے بد نگاہی کرنے والے پر اور جو خود کو بد نگاہی کے لیے پیش کرے۔ معلوم ہوا بد نگاہی موجبِ لعنت ہے اور لعنت کے معنیٰ ہیں اللہ کی رحمت سے دوری۔ تو رحمت اور لعنت جمع نہیں ہو سکتیں لہٰذا پہلے نظر بچاؤ پھر یہ سوچو، مراقبہ کرو کہ جس لڑکے کی طرف آج میلان ہو رہا ہے اگر خدانخواستہ بد نظری کر لی تو بد نظری کی لعنت الگ ملی اور اس بد نگاہی کی نحوست سے اگر اس کے ساتھ منہ کالا کر لیا تو کل کو یہ لڑکا ابدال ہو سکتا ہے کہ نہیں؟ غوث ہو سکتا ہے یا نہیں؟ قطب الاقاطیب، قطب العالم اور تمام اولیاء کا سردار ہو سکتا ہے یا نہیں؟ جو اللہ کا پیارا ہوتا ہے وہ بچپن ہی سے پیارا ہوتا ہے، وہ خالی مستقبل ہی میں پیارا نہیں ہوتا کیوں کہ اللہ ہر ایک کے بارے میں جانتا ہے کہ اس کا حال کیا ہے، ماضی کیا ہے، اور یہ مستقبل میں کیا ہو گا۔ ہر ایک کے ماضی، حال اور مستقبل کا اللہ کو علم ہے۔ جو آدمی مستقبل میں غوث، ابدال اور قطب ہونے والا ہے وہ اللہ کے علم میں پہلے ہی سے ہوتا ہے، جو جوانی میں قطب الاقطاب ہونے والا ہے اللہ کے علم میں وہ بچپن ہی سے ہوتا ہے۔ یہی لڑکے تو اللہ والے ہو جاتے ہیں۔ بتاؤ! اس کا امکان ہے یا نہیں؟ اگر معلوم ہو جائے کہ یہ لڑکا غوث ہے، تو کسی کی ہمت پڑے گی اس کے ساتھ بد فعلی کرنے کی؟ پس بچپن میں کسی کو مفعول بنا لینا، بد فعلی کرنا، اغلام بازی کرنا انتہائی بدمعاشی، کمینہ پن اور بد بختی ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک کتنا مبغوض ہو گا۔

پس جب کسی لڑکے کی طرف میلان ہو تو سوچو کہ آج اس لڑکے کو استعمال کر لیا، بد فعلی کر لی اور کل یہی لڑکا غوث، قطب الاقطاب اور اولیاء کا سردار ہو گیا تو جس وقت وہ سجدہ

۸؎ کنز العمال: ۳۳۸/۷ (۱۹۱۶۲) فصل فی احکام الصلوٰۃ الخارجۃ، مؤسسۃ الرسالۃ

میں سارے عالم کے لیے دعا کررہا ہوگا اور آپ کی نظر اس پر پڑگئی کہ یہ اپنے وقت کا غوث ہے تو اس وقت کتنی شرمندگی ہوگی اور کتنا خوف ہوگا کہ اللہ کا کتنا غضب اور کتنی لعنت مجھ پر برسے گی کہ اللہ کے اتنے پیارے بندے کے ساتھ میں نے بدفعلی کی، میں کتنا بدقسمت اور محروم ہوں، کتنا خوف ہوگا کہ مجھ پر اللہ کا جو غضب نازل ہوجائے کم ہے۔

بتاؤ! یہ مراقبہ کیسا ہے؟ مفید ہے یا نہیں؟ (احقر راقم الحروف اور دیگر سامعین نے عرض کیا کہ حضرت عجیب وغریب مراقبہ ہے، دل خوف سے دہل گیا۔ اس مراقبہ کا استحضار رہے تو آدمی اس خبیث فعل میں مبتلا نہیں ہوسکتا۔) فرمایا کہ بس نظر بچاؤ۔ جسے دیکھ کر لالچ معلوم ہو تو فوراً اپنی نظر بچاؤ اور سوچو کہ یہ ہمیشہ لڑکا نہیں رہے گا۔ اگر یہ قطب، ابدالِ وقت اور صاحبِ کرامت ہوگیا اور آج لڑکا سمجھ کر اس کے ساتھ منہ کالا کرلیا تو اللہ کی کتنی لعنت برسے گی، کتنا غضب نازل ہوگا کہ ہمارے پیاروں کے ساتھ تم بدفعلی کرتے تھے۔ بتاؤ پھر کہاں جاؤگے، اللہ کے غضب سے کیسے بچوگے، کتنا خوف ہوگا کہ میں نے اللہ کے ایسے پیارے بندے کے ساتھ بدفعلی کی ہے، اللہ کہیں مجھ سے انتقام نہ لے۔ بس اللہ کے غضب کو یاد کرو اور نظروں کی حفاظت کرو۔ جو نظر کی حفاظت کرے گا بدفعلی سے محفوظ رہے گا۔ بدنظری وہ آٹومیٹک زینہ ہے جو بدنظری کی آخری منزل یعنی بدفعلی تک پہنچادیتا ہے۔ اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں جو اپنے کرم سے ایسے مضامین عطا فرماتا ہے۔ سوچ لو کہ شاید ہی کوئی پیر یہ مراقبہ بتائے۔ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اللہ نے میرے اوپر کیسا کرم کیا ہے، کیا انعامات نازل فرمائے ہیں۔ یہ باتیں شاید ہی کہیں ملیں۔ شاید بھی دعویٰ توڑنے کے لیے کہتا ہوں ورنہ کسی عالم سے سنا ہے یہ مراقبہ؟ سوچ لو کہ اللہ تعالیٰ نے عشقِ مجازی سے بچنے کا پی ایچ ڈی کا کورس پڑھانے کے لیے مجھ کو مقرر کیا، لیکن یہ سب میرے بڑوں کا فیض، اُن ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا درجہ ہے

بس یہی کہتا ہوں کہ ہوشیار ہوجاؤ، اللہ کے قانون کی اتباع میں اپنی کامیابی سمجھو اور اپنے نفس کی خواہشات کی کامیابی میں اپنی خرابی، بربادی اور تباہی سمجھو اور اس واقعے میں عبرت ہے کہ شیطان نے چھوٹی چیز کو بڑی چیز دکھانے کی کوشش کی ورنہ اللہ کے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم کو سمجھو کہ کتنی بڑی ذات ہے وہ جو عرش و کرسی سے بھی افضل و اشرف ہیں۔ مدینہ شریف میں آپ کا جسم مبارک جس زمین پر رکھا ہوا ہے زمین کا وہ ٹکڑا عرش سے افضل ہے کیوں کہ ''بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر'' آپ کی شان ہے یعنی بعد خدا کے آپ ہی تو ہیں، بعد خدا کے آپ ہی کی بزرگی ہے تو اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانو، ان کے فرمانِ عالیشان کی نافرمانی مت کرو، اپنے نفس کی خواہش کے پیچھے پڑ کر ہوس پوری مت کرو، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی نافرمانی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔ نفس کی حرام خواہش کو مت پوری کرو ورنہ مار ڈالے جاؤ گے، کاٹ ڈالے جاؤ گے۔ جب اللہ کا عذاب آئے گا تو کوئی کام نہ دے گا۔ کسی خواہش کو معبود مت بناؤ۔ اللہ تعالیٰ نے شکایت فرمائی: اَفَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـھَهٗ هَوٰىهُ [۹] کیا آپ نے نہیں دیکھا ان نالائقوں کو جنھوں نے اپنی خواہش کو خدا بنا رکھا ہے اور بنتے ہیں لمبا کرتا پہن کر صوفی صاحب، ذرا ان کی شکل دیکھو اور ان کا عمل دیکھو کہ اپنی خواہش کو معبود بنالیا ہے لہٰذا اپنی خواہش کو دیکھو کہ اللہ کی مرضی کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر مرضی کے مطابق ہے تو پوری کرلو ورنہ خواہشات لاکھ محبوب ہوں، لاکھ محبوب ہوں، لاکھ محبوب ہوں ان کو کچل دو، کچل دو، کچل دو، روند ڈالو۔ اللہ کے سامنے کیا حیثیت ہے خواہشات کی!

مدینہ کی موت کی فضیلت

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّمُوْتَ فِی الْمَدِیْنَةِ فَلْیَمُتْ [۱۰] جس کا جی چاہے کہ مدینہ میں اس کو موت آئے تو وہ مدینے میں آکر مر جائے، میں اس کی سفارش کروں گا۔ انسانوں میں سب سے پہلے میں قبر سے اُٹھایا جاؤں گا اور سب سے پہلے مدینہ والوں کی سفارش کروں گا۔ یہ نزولِ وحی کا زمانہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ اے نبی! آپ نے اپنے شہر کا کیوں اتنا خیال کیا، مکہ والوں کو کیوں چھوڑ دیا، مکہ تو میرا شہر ہے، میرے شہر کو آپ نے ثانوی درجہ کیوں دیا۔ وحی اس پر بالکل خاموش ہے۔ رسول اللہ

[۹] الجاثیة:۲۳

[۱۰] المعجم الکبیر للطبرانی: ۲۴/۲۹۴، مرویات من سبیعة بنت الحارث، مکتبة العلوم والحکم

صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ نے بھی اپنے رسول کی مرضی کی رعایت فرمائی۔ یہ دلیل ہے کہ مدینہ والوں کی شفاعت پہلے ہوگی۔ جو لوگ مدینہ میں مریں گے وہ سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت پائیں گے۔ لیکن یہ فضیلت مدینہ کی موت کی ہے، لیکن اگر مدینہ سے باہر مرے تو وہاں لاش بھیجنا جائز نہیں ہے، اسی لیے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا مانگی: اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ شَھَادَۃً فِیْ سَبِیْلِکَ وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ[۱۱] اے اللہ! مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب فرما اور مدینہ کی موت نصیب فرما۔ اس لیے وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فرمایا وَاجْعَلْ قَبْرِیْ نہیں فرمایا۔ اس میں بہت راز ہے۔ اگر قَبْرِیْ فرماتے تو لوگ مرتے کہیں اور وصیت کر جاتے کہ ہمیں مدینہ شریف لے جاکر دفن کرنا۔ اس لیے وَاجْعَلْ مَوْتِیْ فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِکَ فرمایا کہ جب مدینہ میں مروں گا تو مدینہ ہی میں دفن کریں گے۔ معلوم ہوا کہ جو مدینہ میں مریں گے ان ہی کو سب سے پہلے شفاعت ملے گی، اس لیے باہر سے مدینہ لاش بھیجنا جائز نہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مدینے کے قبرستان کی شفاعت کر کے فارغ ہو جاؤں گا تب مکہ شریف کی شروع کروں گا۔ مکہ شریف کے قبرستان کو درجۂ ثانوی رکھا، آخر آپ رسولِ کریم ہیں اور کریم اپنے پڑوسیوں کا پہلے خیال رکھتا ہے اور اس کے بعد پھر مکہ شریف، پھر سارے عالم میں جس کے مقدر میں آپ کی شفاعت ہوگی، مگر بعض لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رسول کی شفاعت سے محروم ہوں گے، وہ کون لوگ ہیں جن پر لعنت فرمائی مثلاً آپ نے قومِ لوط کا عمل کرنے والے پر لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ عَمِلَ عَمَلَ قَوْمِ لُوْطٍ، جو قومِ لوط کا عمل کرے اس پر اللہ کی لعنت ہو مگر اس میں تائبین مستثنیٰ ہیں جو توبہ کرلیں، مگر طبیعت چل جاتی ہے، جن کی عادت خراب ہوتی ہے، اس لیے ان کو وساوس سے بھی پناہ مانگنی چاہیے۔ اے اللہ! مجھے پناہ نصیب فرما ان اعمال سے جن پر آپ نے لعنت فرمائی ہے اور ان اعمال کے وسوسوں سے بھی بچائیے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصدیق رسالت کا واقعہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سولہ سال کے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

[۱۱] صحیح البخاری: ۲۵۳/۱ (۱۸۹۰) باب کراھیۃ النبی ان تعری المدینۃ، المکتبۃ المظھریۃ

اٹھارہ سال کے تھے، اُس وقت سے آپ کی دوستی کا آغاز ہوا۔ ایک صدیق کی زندگی ایک نبی کی زندگی پر عاشق ہوئی اور وہ دونوں سفر میں حضر میں ساتھ رہنے لگے۔ سولہ سال کے صدیق اکبر اور اٹھارہ سال کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا مبارک دوست تھے، پھر ہوتے ہوتے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر چالیس سال کی ہوگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت عطا ہوگئی اور آپ نے اعلان کیا کہ اے صدیق! تم بھی ایمان لاؤ۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کی نبوت کی کیا دلیل ہے کیوں کہ بے تکلف دوستی تھی، اس لیے سوال کرلیا تو آپ نے فرمایا کہ میری نبوت کی دلیل تمہارا وہ خواب ہے جو تم نے ملکِ شام میں دیکھا تھا جب تم تجارت کرنے جارہے تھے اور تم نے وہ خواب کسی کو نہیں بتایا۔ اپنی بیوی کو، اپنی اولاد کو، اپنے دوست احباب کو، کسی کو بھی نہیں بتایا، سوائے اللہ کے اس خواب کو کوئی نہیں جانتا۔ تم نے سب انسانوں سے چھپایا، لیکن ہم کو اللہ نے وحی سے بتادیا کہ تم نے ایسا ایسا خواب دیکھا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے وہ خواب شام کے قریب دیکھا تھا جس کی تعبیر ایک راہب نے دی تھی کہ تمہارے شہر مکہ شریف میں ایک نبی مبعوث ہوں گے جن پر تم ایمان لاؤ گے اور اُن کی حیات میں تم اُن کے وزیر ہوگے اور ان کی وفات کے بعد ان کے خلیفہ ہوگے۔ صدیق اکبر سمجھ گئے کہ معاملہ کیا ہے، میں نے تو دنیا کے سارے انسانوں سے یہ خواب چھپایا مگر خدا نے اپنے رسول کو آگاہ کردیا، اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتنی خوشی ہوئی کہ آپ آگے بڑھے اور آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کیا۔ ثُمَّ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ [۱۲] پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان پیشانی کا بوسہ لیا اور فوراً کلمہ پڑھ لیا۔ پس اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں جذب کرلیتے ہیں۔ ایسے لوگ ملے جن کی کسی مولوی سے دوستی نہیں تھی لیکن اللہ نے ان کو جذب کرلیا کہ ہر وقت خدا کی یاد کی توفیق ہوگئی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے جذب کا انتظار کرو۔ خدا سے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہماری جانوں کو بھی جذب کرلیجیے۔ بغیر جذبِ خدا کے کوئی راستہ طے نہیں کرسکتا۔ اللہ غیر محدود ہے، اس کا راستہ بھی غیر محدود ہے، بغیر ان کے جذب کے یہ غیر محدود راستہ کوئی طے نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ جس

---

۱۲ تاریخ مدینۃ ودمشق: ۳۰/۳۰ دار الفکر، بیروت

کو چاہتے ہیں اپنی طرف جذب کرلیتے ہیں اور یہ شان قرآن شریف میں بیان ہوئی کہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ[۱۳] اللہ جس کو چاہتا ہے اُس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اس خبر کے معنٰی یہ ہیں کہ وہ یہ صفت اپنے بندوں کو دینا چاہتے ہیں ورنہ کیوں اپنے خزانے کو بتاتے۔ اللہ تعالیٰ نے خود اعلان کیا کہ اے میرے بندو! سن لو کہ میرے اندر ایک صفت ہے اور وہ یہ ہے کہ میں جس کو چاہتا ہوں اپنی طرف کھینچ لیتا ہوں، لہٰذا ناامُید نہ ہو۔ میرے جذب کو مانگو، مجھ سے اس صفت کو مانگو، یہ مَنْ يَّشَآءُ میں مَنْ کو میں نے مطلق رکھا ہے یعنی میں جس کو چاہوں جذب کرلوں۔ بس مَنْ يَّشَآءُ میں وہ داخل ہو جائے۔ پس اللہ تعالیٰ سے دعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ ہماری جانوں کو محض اپنے فضل سے اپنی طرف کھینچ لے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا جذب نصیب کردے اور اپنے جذب سے نسبتِ اولیائے صدیقین عطا فرمادے، اولیائے صدیقین کا درجہ سب سے اونچا ہے، اس کے بعد نبوت شروع ہو جاتی ہے لہٰذا نبی ہونے کی دعا کرنا جائز نہیں، بس ولایت کا سب سے اونچا مقام اولیائے صدیقین کا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جذب فرما کر اور ہمارے متعلقین کو بھی جذب فرما کر ہم سب کو اپنا ولی صدیق بنالے اور دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں عطا فرمادے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

❁❁❁❁

---

[۱۳] اٰل عمرٰن:۱۷۹

ولی اللہ بنانے والے چار اعمال

تعلیم فرمودہ

شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

چار اعمال ایسے ہیں کہ جو ان پر عمل کرے گا مرنے سے پہلے ان شاء اللہ تعالیٰ ولی اللہ بن کر دنیا سے جائے گا۔ نفس پر جبر کر کے اللہ کو خوش کرنے کے لیے جو مندرجہ ذیل اعمال کرے گا اس کو پورے دین پر عمل کرنا آسان ہو جائے گا اور وہ اللہ کا ولی ہو جائے گا:

۱) ایک مٹھی داڑھی رکھنا

بخاری شریف کی حدیث ہے:

خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِرُّوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ اِذَا حَجَّ اَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ اَخَذَهٗ

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو داڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کٹاؤ اور حضرت ابنِ عمر جب حج یا عمرہ کرتے تھے تو اپنی داڑھی کو اپنی مٹھی میں پکڑ لیتے تھے پس جو مٹھی سے زائد ہوتی تھی اس کو کاٹ دیتے تھے۔

بخاری شریف کی دوسری حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللُّحٰى

ترجمہ: مونچھوں کو خوب باریک کتراؤ اور داڑھیوں کو بڑھاؤ۔

پس ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ جس طرح وتر کی نماز واجب ہے، عید الفطر کی نماز واجب ہے، بقر عید کی نماز واجب ہے اسی طرح ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے اور چاروں اماموں کا اس پر اجماع ہے، کسی امام کا اس میں اختلاف نہیں۔ علامہ شامی تحریر فرماتے ہیں:

اَمَّا اَخْذُ اللِّحْيَةِ وَهِيَ مَادُوْنَ الْقَبْضَةِ كَمَا يَفْعَلُهٗ بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمُخَنَّثَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يُبِحْهُ اَحَدٌ

ترجمہ: داڑھی کا کترانا جبکہ وہ ایک مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض اہلِ مغرب اور ہیجڑے لوگ کرتے ہیں کسی کے نزدیک جائز نہیں۔

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بہشتی زیور جلد ۱۱، صفحہ ۱۱۵ پر تحریر فرماتے ہیں کہ داڑھی کا منڈانا یا ایک مٹھی سے کم پر کترانا دونوں حرام ہیں اور داڑھی داڑھ سے ہے اس لیے ٹھوڑی کے نیچے سے بھی ایک مٹھی ہونی چاہیے اور چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے بھی ایک مٹھی ہونا چاہیے یعنی تینوں طرف سے ایک مٹھی داڑھی رکھنا واجب ہے۔ بعض لوگ سامنے یعنی ٹھوڑی کے نیچے سے تو ایک مٹھی رکھ لیتے ہیں لیکن چہرے کے دائیں اور بائیں طرف سے کترا دیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ داڑھی تینوں طرف سے ایک مٹھی رکھنا واجب ہے اگر ایک طرف سے بھی ایک مٹھی سے چاول برابر کم یعنی ذرا سی بھی کم ہو گی تو ایسا کرنا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔

۲) ٹخنے کھلے رکھنا

پاجامہ، شلوار، لنگی، جبہ اور اوپر سے آنے والے ہر لباس سے ٹخنوں کو ڈھانپنا مردوں کے لیے حرام اور کبیرہ گناہ ہے۔ بخاری شریف کی حدیث ہے:

مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْاِزَارِ فِي النَّارِ

ترجمہ: ازار (پاجامہ، لنگی، شلوار، کرتہ، عمامہ، چادر وغیرہ) سے ٹخنوں کا جو حصہ چھپے گا دوزخ میں جائے گا۔

معلوم ہوا کہ مردوں کے لیے ٹخنے چھپانا کبیرہ گناہ ہے کیوں کہ صغیرہ گناہ پر دوزخ کی وعید نہیں آتی۔

۳) نگاہوں کی حفاظت کرنا

اس معاملے میں آج کل عام غفلت ہے۔ بد نظری کو لوگ گناہ ہی نہیں سمجھتے حالاں کہ

نگاہوں کی حفاظت کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں دیا ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

ترجمہ: اے نبی! آپ ایمان والوں سے کہہ دیجیے کہ اپنی بعض نگاہوں کی حفاظت کریں۔

یعنی نا محرم لڑکیوں اور عورتوں کو نہ دیکھیں۔ اسی طرح بے داڑھی مونچھ والے لڑکوں کو نہ دیکھیں یا اگر داڑھی مونچھ آ بھی گئی ہے لیکن ان کی طرف میلان ہوتا ہے تو ان کی طرف بھی دیکھنا حرام ہے۔ غرض اس کا معیار یہ ہے کہ جن شکلوں کی طرف دیکھنے سے نفس کو حرام مزہ آئے ایسی شکلوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ حفاظتِ نظر اتنی اہم چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں عورتوں کو الگ حکم دیا يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں، جبکہ نماز روزہ اور دوسرے احکام میں عورتوں کو الگ سے حکم نہیں دیا گیا بلکہ مردوں کو حکم دیا گیا اور عورتیں تابع ہونے کی حیثیت سے ان احکام میں شامل ہیں۔

اور بخاری شریف کی حدیث ہے:

زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ

ترجمہ: آنکھوں کا زنا ہے نظر بازی۔

نظر باز اور زناکار اللہ کی ولایت کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ اس فعل سے سچی توبہ نہ کرے۔ اور مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ لعنت فرمائے بد نظری کرنے والے پر
اور جو خود کو بد نظری کے لیے پیش کرے۔

پس ناظر اور منظور دونوں پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی بددُعا فرمائی ہے۔ بزرگوں کی بددعا سے ڈرنے والے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا سے ڈریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے صدقے ہی میں بزرگی ملتی ہے۔ لہٰذا اگر کسی حسین پر نظر پڑ جائے تو فوراً ہٹا لو ایک لمحہ کو اس پر نہ رُکنے دو۔ پس قرآنِ پاک کی مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ اور

احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں بدنظری کرنے والے کو تین بُرے القاب ملتے ہیں:

۱)... اللہ ورسول کا نافرمان ۲)... آنکھوں کا زناکار ۳)... ملعون

۴) قلب کی حفاظت کرنا

نظر کی حفاظت کے ساتھ دل کی بھی حفاظت ضروری ہے۔ بعض لوگ نگاہِ چشمی کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن نگاہِ قلبی کی حفاظت نہیں کرتے یعنی آنکھوں کی تو حفاظت کر لیتے ہیں لیکن دل کی نگاہ کی حفاظت نہیں کرتے اور دل میں حسین شکلوں کا خیال لاکر حرام مزہ لیتے ہیں خوب سمجھ لیں کہ یہ بھی حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کی چوری کو
اور تمہارے دلوں کے رازوں کو خوب جانتا ہے۔

ماضی کے گناہوں کے خیالات کا آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔ اگر گندا خیال آجائے تو اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں لیکن خیال آنے کے بعد اس میں مشغول ہو جانا یا پرانے گناہوں کو یاد کر کے اس سے مزہ لینا یا آیندہ گناہوں کی اسکیمیں بنانا یا حسینوں کا خیال دل میں لانا یہ سب حرام ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائیں اور ان حرام کاموں سے بچائیں جس کی برکت سے ان شاء اللہ تعالیٰ تمام گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔

مذکورہ بالا اعمال پر توفیق کے لیے چار تسبیحات

مذکورہ بالا چار حرام کاموں سے بچنے کے لیے مندرجہ ذیل چار وظائف ہیں جن کے پڑھنے سے روح میں طاقت آئے گی اور جب روح طاقت ور ہو جائے گی تو گناہوں سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) اَللّٰہ اَللّٰہ پڑھیں۔ ایک تسبیح (۱۰۰ بار) استغفار کی پڑھیں۔ ایک تسبیح دُرود شریف کی (۱۰۰ بار)۔

❁ ❁ ❁ ❁

اللہ تعالیٰ نے متقی بندوں کو اپنے اولیاء یعنی دوست ہونے کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کو خود یہ خطاب نہ عطا فرماتے تو کوئی انسان اللہ کی دوستی کا خواب بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمادیا کہ اگر ہماری دوستی کی عظیم الشان اور بے مثل نعمت حاصل کرنا ہے تو تقویٰ اختیار کرو اور متقی بننے کے لیے ہمارے نیک بندوں کی صحبت میں رہو۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''اللہ تعالیٰ کا پیغامِ دوستی'' میں قرآن پاک میں مذکور اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل کرنے کے آسان اور مختصر راستے کی شرح فرمائی ہے کہ اگر اللہ والوں کی صحبت اختیار کرنے میں اخلاص نہ ہو، کوئی دنیاوی غرض ہو تو اللہ کو حاصل کرنے کا راستہ طے نہیں ہوگا، جیسے منافقین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہتے تھے مگر نیت خراب ہونے کی وجہ سے نبی کی عظیم الشان صحبت سے فائدہ نہ اٹھا سکے جب کہ صحابہ کرام اخلاصِ نیت کی وجہ سے اُس اعلیٰ وارفع مقام تک پہنچ گئے جس تک کسی اور اُمتی کا گزر نہیں۔

www.khanqah.org

AWD50